مبــاهــلـه

عماد العلماء علامہ سید محمد رضی مجتہد صاحب طاب ثراہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَمَنۡ حَآجَّکَ فِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَکُمۡ وَ اَنۡفُسَنَا وَ اَنۡفُسَکُمۡ ثُمَّ نَبۡتَہِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ ○ اِنَّ ہٰذَا لَہُوَ الۡقَصَصُ الۡحَقُّ ۚ وَ مَا مِنۡ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ○ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِالۡمُفۡسِدِیۡنَ ○ قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَ لَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡہَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ○

(پارہ ۳ رکوع ۱۴ کی آخری ۳ اور رکوع ۱۵ کی ابتدائی ایک آیت، سورۂ آل عمران)

پھر جو کوئی تم سے اس بات میں حجت کرے، اس کے بعد کہ تمہارے پاس (اس کا) علم پہنچ چکا ہے تو تم ان سے کہہ دو کہ اچھا آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو بھی۔ پھر ہم (درگاہ خداوندی میں عاجزی) کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔ بیشک یہی ہے سچا واقعہ اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔ اور بیشک اللہ ہی زبردست ہے حکمت والا ہے۔ پھر اگر یہ لوگ اب بھی قبول نہ کریں تو یقیناً اللہ فسادیوں کو خوب جاننے والا ہے۔ تم کہہ دو کہ اے اہل کتاب آجاؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہم میں تم میں برابر ہے وہ یہ کہ ہم سب سوائے اللہ کے کسی اور کی عبادت نہ کریں اور کسی کو بھی اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی شخص کسی کو بھی اللہ کے علاوہ پروردگار نہ قرار دے۔ پھر اگر وہ لوگ روگردانی کریں تو (اے مسلمانو) تم کہہ دو کہ گواہ رہنا ہم تو تابع فرمان ہیں۔

تشریح و تفسیر:

''حَاجَّکَ'' میں ''حَاجَّ'' فعل ماضی کا صیغہ ہے۔ اس کا مصدر ''مُحاجَّۃ'' ہے جس کے معنی ہیں باہم تکرار وحجّت کرنا اور جھگڑنا۔ ''نبتھل'' کا مصدر ''ابتھال'' ہے مشہور معنی ہیں عاجزی اور خضوع وخشوع کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں دعا کرنا مگر یہاں ''ابتھال'' ''مباھلہ'' کے معنی میں آیا ہے۔ جو ''بَھْل'' سے بنا ہے اور اس کے معنی ہیں بددعا کرنا اور لعنت کرنا اس طرح ''مباھلہ'' کے معنی ہوں گے آپس میں ایک کا دوسرے کے لئے بددعا کرنا کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اور وہ تباہ و برباد ہوجائے۔ ابتھال سے یہی معنی یہاں مراد ہیں۔ ''قَصَص'' کا لفظ جمع نہیں ہے بلکہ واحد ہے۔ معنی ہیں واقعات اور خبروں پر مشتمل ایسا بیان اور ایسی حکایت جس کا ایک حصہ دوسرے حصوں سے مربوط اور مسلسل

ہو مگر جب ''قَصَصْ'' کے بجائے ''قِصَصْ'' بولتے ہیں ''ق'' پر زیر کے ساتھ تو ''قِصّہ'' کی جمع مراد ہوتی ہے یعنی بہت سے قصے اور متعدد واقعات۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے متعلق پوری وضاحت کے ساتھ صحیح واقعات بیان فرما کر اب حضور سرور کائنات کی طرف خطاب کر کے ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر اس واضح بیان کے بعد بھی کوئی شخص تم سے حجت کرے اور اپنی ضد پر قائم رہے اور جھوٹے اعتقادات پر جما رہے تو ایسے تمام لوگوں کو تم مباہلہ کی دعوت دے دو اور اپنے مخالفوں سے کہو کہ ہم تم سب مل کر اپنے بیٹوں، اپنی عورتوں اور اپنے نفسوں کے ساتھ مباہلہ کے لئے نکلیں اور درگاہ خداوندی میں عاجزی کے ساتھ التجا کریں کہ ہم دونوں فریقوں میں جو جھوٹا ہو اس پر اللہ اپنی لعنت نازل فرمائے۔ آیۂ مباہلہ اور اس سے متعلق دوسری آیتوں کے نزول کا سبب نصاریٰ کا وہ وفد تھا جو نجران کے عیسائیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحث و گفتگو کرنے کے لئے ۹ رہجری میں مدینہ آیا تھا۔ نجران، یمن کا ایک مشہور شہر ہے جو اس زمانہ میں عیسائیت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ عیسائی وفد میں ساٹھ آدمی تھے جن میں سے چودہ اشخاص ان کے سردار تھے اور ان میں سے تین نمائندے پورے وفد کی قیادت کر رہے تھے۔ عبدالمسیح عاقب امیر وفد تھا، ایہم مشیر وفد تھا اور ابوحارثہ بن علقمہ ان کے سب سے بڑے مذہبی رہنما اور عظیم ترین دینی قائد کی حیثیت میں تھا۔ علامہ فخر الدین رازی اور علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ جس وقت یہ وفد مدینہ کے ارادہ سے روانہ ہونے لگا تو جس خچر پر ابوحارثہ بن علقمہ سوار تھا اس نے ٹھوکر کھائی۔ یہ دیکھ کر اس کے بھائی کُرز بن علقمہ کی زبان سے نکلا: ''تعِسَ الابعد'' دور والا شخص ہلاک ہوجائے۔ اس کی مراد معاذ اللہ سرور عالمؐ کی ذاتِ اقدس تھی۔ یہ سنتے ہی ابوحارثہ نے کہا: ''تَعِسَتْ اُمُکَ'' تیری ماں ہلاک ہوجائے۔ کُرز اپنے بھائی کا یہ کلام سن کر حیران رہ گئے۔ پھر ان کے پوچھنے پر کہ ابوحارثہ نے ایسا کیوں کہا اس نے جواب دیا: خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ محمدؐ وہی رسول ہیں جن کی بشارت توراۃ وانجیل اور دوسری آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔ اس لئے کُرز! تم ان کی شان میں ایسی گستاخی نہ کرو۔ کُرز بولے کہ پھر تم ان کی نبوت کا اعلان کیوں نہیں کر دیتے۔ اس نے جواب دیا کہ اگر میں اس کا اعلان کر دوں گا تو عیسائی سلطنتوں کی طرف سے جو بے شمار دولت مجھے مل رہی ہے اور عیسائی دنیا میں جو میرا بے انتہا اعزاز واکرام ہے وہ سب ایک لمحہ میں ختم ہو کر رہ جائے گا۔ یہی وہ بات تھی جو کُرز کے دل میں چبھتی رہی اور بالآخر وہ کچھ عرصہ کے بعد اسلام سے مشرف ہو کر صحابہ کرامؓ کی صف میں داخل ہو گئے۔ آیۂ مباہلہ کی شان نزول کے سلسلے میں محدثین ومفسرین اسلام نے بالاتفاق لکھا ہے کہ جب نجران کے لوگ سب کچھ سمجھانے کے بعد بھی اپنی گمراہی پر اڑے رہے تو حضورؐ نے بحکم خدا انھیں مباہلہ کی دعوت دی جس پر ارکان وفد نے ایک روز کی مہلت طلب کی دوسرے روز جب وہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ

------------(بقیہ صفحہ ۳۶ پر)

رسولؐ کی وفات کے بعد (جس میں صرف تقریباً ۸۰ دن باقی تھے) کوئی زبردست نقصان پہنچ سکتا تھا۔ رسالت مآبؐ نے اس سازش کا توڑ کرنے یا کم از کم اتمام حجّت کے لئے اتنے بڑے مجمع کو اتنے سخت موسم میں روک کر یہ بات بتا دینا چاہی کہ علی کی دوستی میری دوستی اور علی کی دشمنی میری دشمنی ہے۔ تاکہ زبان سے محمدؐ رسول اللہ کہنے والے اب تو عداوتِ علی سے باز آجائیں اور ''اللّٰھم وَالِ مَنْ والاہ وعَادِ منْ عَاداہ۔'' (اے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے، اس کو دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے) کی دعا کے ذریعہ یہ اعلان بھی کر دیا کہ مسلمانو! یہ محبوب رب العالمین کی دعا ہے کہ جو بارگاہ ربوبیت سے رد نہیں ہوسکتی۔ اب سمجھ لو کہ جس نے علیؑ سے دشمنی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی اور جس نے علیؑ سے محبت نباہ دی وہ اللہ کی محبت کا بھی حق دار ہو گیا۔ کاش نعمانی صاحب اسی حد تک آجائیں جو خود ان کے بیان کردہ معنوں کا نتیجہ ہے تو پھر ان میں اور شیعوں میں بہت کم فاصلہ رہ جائے گا۔

۞۞۞

بقیہ مباہلہ ----------------------

سرور کائنات گود میں اپنے چھوٹے نواسہ حضرت امام حسینؑ کو لئے ہوئے ہیں دوسرے نواسہ حضرت امام حسنؑ کی انگلی پکڑے ہوئے ہیں۔ بنت رسولؐ حضرت فاطمہ زہراؑ آپ کے پیچھے ہیں اور ان کے پیچھے شیر خدا امیر المومنین حضرت علیؑ ہیں۔ اس شان سے حضور باہر تشریف لائے ہیں اور اپنے اہلبیتؑ اطہار سے فرما رہے ہیں کہ جب میں جھوٹوں پر بددعا کروں تو تم سب مل کر آمین کہنا۔ یہ نورانی منظر دیکھ کران کے سب سے بڑے مذہبی رہنما نے اہل وفد سے کہا کہ میں اس وقت ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں جو اگر دعا کردیں تو پہاڑ بھی اپنی جگہ ٹھہر نہ سکیں اور سرک جائیں تم کیا چیز ہو، ان سے مباہلہ کرکے ہلاکت میں مبتلا نہ ہو ورنہ روئے زمین پر ایک نصرانی بھی باقی نہ رہے گا۔ آخر ان لوگوں نے مقابلہ کا ارادہ چھوڑ کر سالانہ جزیہ دینا قبول کر لیا اور یمن واپس چلے گئے اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرتے اور میں بددعا کر دیتا تو مدینہ کا پورا وادی آگ بن کران پر برس پڑتا اور ایک ہی سال کے اندر کل نصاریٰ کرۂ زمین سے ختم ہو جاتے اور نجران کا بھی نام ونشان باقی نہ رہتا۔

۞۞۞

۞ بروں کی تعریف کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ (امیر المومنینؑ)

۞ جاننے کے لئے سوال کرو فتنہ برپا کرنے کے لئے نہیں۔ (امیر المومنینؑ)

۞ کاہلی سے بچو کیونکہ کاہل اپنے حقوق ادا نہیں کر سکتا۔ (امام محمد باقرؑ)